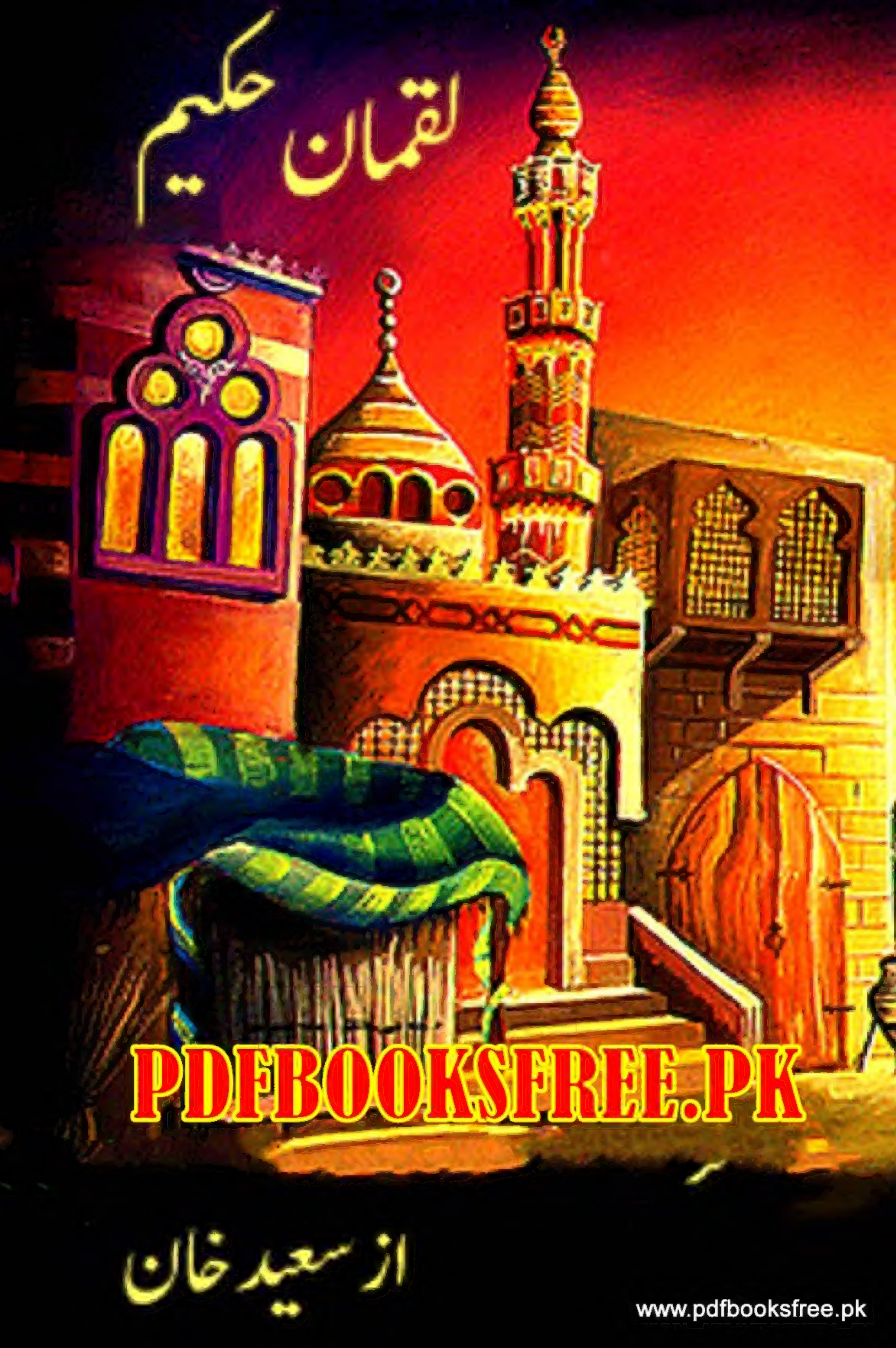


# لقمان حکیم



**PDFBOOKSFREE.PK**

از سعید خان



## پیش لفظ

اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ حضرت لقمان پیغمبر نہیں تھے۔ ہاں ایک پاکباز، متقی اور پرہیزگار انسان تھے جس کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ درجے کا عقل و فہم اور متانت و دانائی عطا فرمائی تھی۔ انہوں نے عقل کی استعمال سے وہ باتیں کھولیں جو پیغمبروں کے احکام و ہدایات کے موافق تھیں۔ اُن کی عاقلانہ نصیحتیں اور حکمت کی باتیں لوگوں میں مشہور چلی آئی ہیں۔ ربُّ العزت نے ایک حصہ قرآن میں نقل فرما کر ان کا مرتبہ اور زیادہ بڑھا دیا، شاید مقصود یہ جتلا نا ہو کہ شرک وغیرہ کا قبیح ہونا جس طرح فطرت انسانی کی شہادت اور انبیاء کی وحی سے ثابت ہے، دُنیا کے منتخب عقلمند بھی اپنی عقل سے اس کی تائید و تصدیق کرتے رہے ہیں۔

حضرت لقمان کون تھے کہاں کے رہنے والے تھے؟ اور کس زمانے میں گزرے ہیں؟ اس کی پوری طرح تعین نہیں ہو سکی ہے۔ اکثر کا قول ہے کہ حبشی تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد میں گزرے ہیں۔

اس کتابچے میں میں نے حضرت لقمان کے پچاس منتخب نصیحتوں کے ساتھ ساتھ قرآن پاک کے سورۃ لقمان کی پوری تفسیر جو کہ میں نے تفسیر عثمانی سے لی ہے شامل کیا ہے تاکہ قارئین تک مستند معلومات بہم پہنچا کر حضرت لقمان کے بارے میں سنی سنائی باتوں کا مداوہ ہو۔

از

سعید خان

# حضرت لقمان حکیم کی پچاس منتخب نصیحتیں

حضرت لقمان حکیم نبی خدا حضرت ایوب علیہ السلام کے عزیز تھے اور یہ حضرت داؤد کے دور میں ہوئے تھے۔ آپ نے چار ہزار پانچ سو سال دنیا میں زندگی بسر کی ہے آپ کو خدا نے علم و حکمت سے مالا مال اور بہرہ ور کیا تھا۔ آپ کا ذکر قرآن مجید میں نمایاں طور پر آیا ہے۔ آپ نے اپنے تجربہ کی روشنی میں بہت سی قیمتی نصیحتیں دنیا والوں کے لئے کی ہے۔ آپ نے اپنی نصیحتوں میں خاص طور سے اپنے بیٹے کو مخاطب رکھا ہے۔ آپ کی نصیحتوں کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے آپ کے بے شمار نصیحتوں کے شمار میں اختلاف ہے۔ بعض علماء تین ہزار بتاتے ہیں اور صاحب جنات الخلود نے سات ہزار بتایا ہے۔ میں نے کتاب معاون الجواہر سے پچاس منتخب نصیحتوں کا خلاصہ آپ کے استفادہ کے لئے تحریر کئے ہیں۔

حضرت لقمان اپنے بیٹے سے فرماتے ہیں۔

- ﴿---01---﴾ خدا کی معرفت حاصل کرو اور اسے اچھی طرح پہچانو۔
- ﴿---02---﴾ جو بات کسی سے کہو اس پر خود بھی عمل کرو۔
- ﴿---03---﴾ موقع سے بولو اور مناسب گفتگو کے لئے لب کشائی کرو۔
- ﴿---04---﴾ ہر قسم اور ہر طبقہ کے لوگوں کو پہچانو اور ان کے ساتھ مناسب برتاؤ کرو۔
- ﴿---05---﴾ اپنا راز کسی پر عیاں مت کرو۔
- ﴿---06---﴾ دوستوں کو مصیبت کے وقت آزمائو۔
- ﴿---07---﴾ دوستوں کا امتحان فائدہ اور نقصان دونوں حالتوں میں کرو۔
- ﴿---08---﴾ ہر شخص کے حق کو پہچانو۔
- ﴿---09---﴾ نا فہم عورتوں پر بھروسہ مت کرو۔

- ﴿---10---﴾ عورتوں اور بچوں سے راز کی بات مت کرو اور کسی کی چیز میں طمع اور لالچ نہ کرو۔
- ﴿---11---﴾ جو نہ جانتے ہو اس میں رہبری کی کوشش مت کرو۔
- ﴿---12---﴾ اپنے کاموں کو سوچ سمجھ کر کرو۔
- ﴿---13---﴾ اپنے بچوں کو تیر اندازی اور سواری کی مشق کراؤ۔
- ﴿---14---﴾ رات میں آہستہ آہستہ باتیں کرو تا کہ کوئی تمہارہ دشمن تمہاری بات سن کر تمہیں نقصان نہ پہنچا سکے۔
- ﴿---15---﴾ اپنی اولاد کو علم و ادب سکھاؤ۔
- ﴿---16---﴾ ہر شخص کی مناسبت سے اس کا کام اور کی خدمت کرو۔
- ﴿---17---﴾ قوم و ملت اور جماعت کے میل جول رکھو۔
- ﴿---18---﴾ اپنے کپڑوں کو پاک و پاکیزہ رکھو۔
- ﴿---19---﴾ جب گھر میں داخل ہو تو آنکھ اور زبان پر قابو رکھو۔
- ﴿---20---﴾ مہمان کی اپنی حیثیت کے مطابق ضرور خدمت کرو۔
- ﴿---21---﴾ سخاوت کی عادت ڈالو۔
- ﴿---22---﴾ ہر کام میں میانہ روی اختیار کرو۔
- ﴿---23---﴾ خرچ کرتے وقت آمدن کا لحاظ رکھو۔
- ﴿---24---﴾ استاد کو بہترین باپ سمجھو۔
- ﴿---25---﴾ کم کھانے کم سونے اور کم بولنے کی عادت ڈالو۔
- ﴿---26---﴾ جو اپنے لئے پسند نہ کرو اسے دوسروں کے لئے بھی پسند نہ کرو۔
- ﴿---27---﴾ دن میں چوکنے ہو کر بات چیت کیا کرو۔

- 28--- ﴿ اپنی زبان کو ہمیشہ قابو میں رکھو۔
- 29--- ﴿ بیہودہ گوئی سے پرہیز کرو۔
- 30--- ﴿ کسی کو لوگوں کے سامنے شرمندہ مت کرو۔
- 31--- ﴿ لوگوں کے سامنے انگڑائی نہ لو۔
- 32--- ﴿ بے خطا اور بے گناہ کو خطا وارا اور گناہگار نہ ٹھہراؤ۔
- 33--- ﴿ اپنے مال کو چھپاؤ اور اسے دوست دشمن کے سامنے نہ لاؤ۔
- 34--- ﴿ ماں باپ کے وجود کو غنیمت اور نعمت جانو۔
- 35--- ﴿ دوست اور دشمن دونوں سے خندہ پیشانی کے ساتھ رہو۔
- 36--- ﴿ اپنے مختص دوستوں کو دل سے دوست رکھو۔
- 37--- ﴿ جوانی میں ایسے کام کرو جو دین اور دنیا دونوں میں مفید ثابت ہوں۔
- 38--- ﴿ عہدِ جوانی کو غنیمت جانو۔
- 39--- ﴿ جو بات کہو وہ نپي تکی اور ہر از دلیل ہو۔
- 40--- ﴿ اصلاح پسند اور عقل مند لوگوں سے مشاورت کرو۔
- 41--- ﴿ اچھے کاموں میں پوری سعی کرو۔
- 42--- ﴿ خردمند اور ہوشیار لوگوں سے میل جول رکھو۔
- 43--- ﴿ احمقوں سے دور رہو۔
- 44--- ﴿ عام لوگوں کو اپنے سے گستاخ نہ ہونے دو۔
- 45--- ﴿ آج کا کام کل پر مت ڈالو۔
- 46--- ﴿ کسی حاجت مند کو نا اُمید مت کرو۔

﴿---47---﴾ گزری ہوئی کشیدگی کو تازگی نہ بخشو۔

﴿---48---﴾ بزرگوں سے زیادہ تکرار مت کرو۔

﴿---49---﴾ اپنے سے بڑوں کے ساتھ مزاح اور خوش طبعی نہ کرو۔

﴿---50---﴾ بزرگوں کے آگے آگے مت چلو۔

امید ہے آپ کو یہ انتخاب پسند آیا ہوگا اور آپ کو بہت سی نئی باتوں کا پتہ چلا ہوگا اور تمام دوستوں سے التماس ہے کہ آپ کو جو بھی نصیحت اچھی لگی ہو اسے دوسروں تک ضرور پہنچائیں اس طرح بہت سے لوگ اس سے مستفید ہو سکیں۔

حضرت لقمانؑ کے بارے میں تاریخ کے کتابوں میں ابہام پایا جاتا ہے۔ قرآن پاک کا سورۃ لقمان ہی واحد مستند ذریعہ ہے جس سے ہمیں ان کے بارے میں معلومات ملتی ہے اس وجہ سے میں نے اس کتابچے میں سورۃ لقمان کو تفسیر اور اردو ترجمہ کے ساتھ پیش کیا ہے جو کہ تفسیر عثمانی سے لیا گیا ہے۔ تفسیر عثمانی جناب حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے لکھا ہے۔ مفتی صاحب دُنیا کے ایک نامہ ور عالم دین، پاکستان شریعت لیپلٹ کورٹ کے سابقہ جج اور جامعہ دارالعلوم کراچی کے صدر ہیں۔



## سُورَةُ لُقْمٰنِ

سُورَةُ لُقْمٰنِ ۳۱ مَکِّيَّةٌ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ
سورہ لقمن مکہ میں نازل ہوئی۔ اس کی	شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے	جو کہ تیس آیتیں ہیں اور چار رکوع ہیں
الَّذِیْ تِلْكَ اٰیٰتُ الْکِتٰبِ الْحَکِیْمِ ۝ هُدٰی وَرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ	یہ آیتیں ہیں یہی کتاب کی	ہدایت ہے اور ہر اچھی نیکی کرنے والوں کے لئے جو کہ قائم رکھتے ہیں نماز
وِیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوقِنُوْنَ ۝ اُولٰٓئِکَ عَلٰی هُدٰی مِّنْ رَبِّکُمْ وَاُولٰٓئِکَ	اللہ دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ ہیں جو آخرت پر اُن کو یقین ہے	انہوں نے اپنی راہ اپنے رب کی طرف سراسر وہی
هُمْ الْمُقِلُّوْنَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَن یَشْتَرِیْ لَهٗوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۝	مرا کہ بچنے والے اور ایک وہ لوگ ہیں کہ خریدار ہیں	کھیل کی باتوں کے تاکہ بھلائیں اللہ کی راہ سے بن سبھے
وَّیَتَّخِذَ هَآذِیْنَ اُولٰٓئِکَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ۝ وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِ اٰیٰتُنَا وَلٰی مُسْتَكْبِرًا کَانَ	اور ٹھہرائیں اسی کو ہنسی وہ جو ہیں اُن کو ذلت کا عذاب ہے	وہ جو ہیں اُن کو ذلت کا عذاب ہے اُن کو ہنسی وہ جو ہیں اُن کو ذلت کا عذاب ہے
لَمْ یَسْمَعْهَا کَانَ فِیْ اُذُنَیْهِ وَقَرَّ اَبْصَرُهُ بِعَذَابِ الْیَوْمِ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا	کو سنا ہی نہیں گویا اُس کے دلوں میں بہرہ ہیں	سو خوشخبری دے اُن کو درد تک عذاب کی فک جو لوگ یقین لائے اور کیے
الصَّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنَّٰتُ النَّعِیْمِ ۝ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَعَدَ اللّٰهُ حَقًّا ۝ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝	بچنے والے اُن کے واسطے ہیں نعمت کی باغات	ہمیشہ رہا کریں اُن میں وعدہ ہو چکا اللہ کا سچا اور وہ ذہیر دست ہے حکمتوں والا
(۱) سورہ لقمان   یہ کتاب خاص نبی اختیار کرنے والوں کے لئے سرمایہ رحمت و ہدایت ہے۔ کیونکہ وہی لوگ اس سے منتفع		ہوتے ہیں۔ ورنہ نفس نصیحت و فہمائش کے لحاظ سے تو تمام جن و انس کے حق میں ہدایت و رحمت بن کر آئی ہے۔
(۲) مفلحین کا ذکر   سورہ "بقرہ" کے شروع میں اسی طرح کی آیات گذر چکی ہیں وہاں کے فوائد دیکھ لئے جائیں۔		
(۳) اہل ولع میں رہنے والوں پر عذاب   سعادت مفلحین کے مقابل میں یہ اُن اشیاء کا ذکر ہے جو اپنی جہالت اور نفاقیت اندیشی		
سے قرآن کریم کو چھوڑ کر ناپاک رنگ، کھیل تماشے، یادہ سری واریات اور غفلت میں مستغرق میں چاہتے ہیں کہ دوسروں کو بھی ان ہی		
مشاغل و تفریحات میں لگا کر اللہ کے دین اور اُس کی یاد سے برگشتہ سروں اور دین کی باتوں پر خوب ہنسی مذاق اڑائیں۔		
اہل و لعین کی تفسیر   حضرت حسن "اہل و لعین" کے متعلق فرماتے ہیں۔ کُلُّ مَا شَغَلَكَ عَنْ عِبَادَةِ اللّٰهِ وَذِكْرِہٖ وَتَوَسُّلِہٖ		
اَلَسَمَرُ وَ اَلَا ضَاحِیَاتُ وَ اَلْخَلْفَاتُ وَ اَلْغَنَآءُ وَ اَلْغَوَہَا (روح المعانی) (یعنی "اہل و لعین" ہر وہ چیز ہے جو اللہ کی عبادت اور یاد		
اللہ باتیں۔ سے بھیر جائے۔		

سے ہٹانے والی ہو۔ مثلاً فضول قصہ گوئی، منسی مذاق کی باتیں، طاہیات مشغلے، اور گانا بجانا وغیرہ۔

نضر بن حارث کی قرآن و شمعنی روایات میں ہے کہ نضر بن حارث جو رو سائے کفار میں تھا بغرض تجارت فارس جاتا تو وہاں سے شاہانِ عجم کے شخص و تواریح خرید کر لاتا اور قریش سے کہتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کو عادی و نمود کے قصے سناتے ہیں۔ او میں تم کو رستم و اسفندیار اور شاہانِ ایران کے قصے سناؤں۔ بعض لوگ اُن کو دلچسپ سمجھ کر ادھر متوجہ ہو جاتے۔ نیز اُس نے ایک گانے والے کو ٹنڈی خریدی تھی، جس کو دیکھتا کہ دل نرم ہوا اور اسلام کی طرف جھکا، اُس کے پاس بیٹا جاتا اور کہہ دیتا کہ اسے کھلا پلا اور گانا سنا، پھر اس شخص کو کہتا کہ دیکھ یہ اُس سے بہتر ہے جدھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم جلاتے ہیں کہ نماز پڑھو، روزہ رکھو، اور جان مارو۔ اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ (تنبیہ) شانِ نزول کو خاص ہو مگر عموم الفاظ کی وجہ سے حکم عام رہیگا۔ جو کہو (شغل) دین اسلام سے پھر جانے یا پھر دینے کا موجب ہو۔ حرام بلکہ کفر ہے۔ اور جو احکام شرعیہ غرور سے باز رکھے یا سببِ معصیت بنے وہ معصیت ہے ہاں جو کہو کسی امر واجب کا مغفوت (لوت کرنے والا) نہ ہو اور کوئی شرعی غرض و مصلحت بھی اُس میں نہ ہو وہ مباح، لیکن لایعنی ہونے کی وجہ سے خلاف اونٹ ہے۔ گھوڑ دوڑ، یا تیر اندازی اور نشاند بازی یا زوجین کی ملاجعت (جو حدِ شریعت میں ہو) چونکہ معتد بہ اغراض و مصالح شرعیہ پر مشتمل ہیں اس لئے ہو باطل سے مستثنیٰ قرار دی گئی ہیں۔ یا غناء و سماع کا مسئلہ اُس کی تفصیل کتب فقہ و غیرو میں دیکھنی چاہیئے۔ مزامیر و نلای کی حرمت پر تو صحیح بخاری میں حدیث موجود ہے۔ البتہ نفسِ غناء کو ایک درجہ تک مباح کہتے ہیں اُس کی قیود و شروط بھی سے کتابوں میں دیکھ لی جائیں۔ صاحب روح المعانی نے آیت ہذا کے تحت میں مسئلہ غناء و سماع کی تحقیق نہایت شرح و بسط کی ہے فی الجرح (۴) یعنی غرور و کبر سے ہماری باتیں سننا نہیں چاہتا۔ بالکل بیزاریں جاتا ہے۔

(۵) اللہ کا وعدہ ضرور پورا ہوگا یعنی کوئی قوت اُس کو ایقانے وعدہ سے روک نہیں سکتی، نہ کسی سرے مجمع وعدہ کرتا ہے۔

خَلَقَ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَالْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا

بنائے آسمان بغیر ستونوں کے تم اس کو دیکھتے ہو وَ اُور رکھ دیئے زمین پر پہاڑ کہ تم کو بیکر شک نہ پڑے وَ اُور بکیر دیئے اُس

مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ۝ هَذَا خَلْقُ اللَّهِ

میں سب طرح کے جانور اُور اُنہا نے آسمان سے پانی پھرا گھٹے زمین میں ہر قسم کے جوڑے پائے وَ سب کچھ بنایا ہوا ہر انداز و

فَارَوْفِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ

دکھلاؤ مجھ کو کیا بنایا ہوا آدمیوں نے جو اُس کے سوا ہیں وَ کہو نہیں کہ میں نے انصاف مزاج بنشک رہے ہیں وَ اُور ہم نے دی لقمان کو

الْحِكْمَةَ أَنْ اشْكُرْ لِلَّهِ وَمَنْ يَشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝ وَإِذْ قَالَ

عقل مند وَ کہ حق اُن اللہ کا اور جو کوئی حق مانے اللہ کا تو مانے کا اپنے جملے کو اور جو کوئی شکوہ ہو کہ تو شکوہ پڑا ہر سب تو نفوذ وَ اُور جب کہا

لُقْمَانُ لَا بَنِيَّ وَهُوَ يَعْظُهُ يَبْنِي لَا تَشْرِكْ بِاللَّهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۝

لقمان نہ اپنے بیٹے کو جب اُس کو بھلائے گا، سے بیٹے شریک نہ ٹھہرائو اللہ کا وَ اُور ایک شریک بنانا ہماری یہ نقصانی ہر وَ اُور

(۶) اس لفظ کی تفسیر سورہ "رعد" کے شروع میں گئی۔

لہ پھیلا - لہ خوبوں -



(۷) پہاڑوں کا فائدہ | یعنی سمندر کی موجوں اور سخت ہوا کے جھٹکوں سے یا دوسرے اسباب طبعیہ سے متعیش ہو کر جھک نہ پڑے اس کا انتظام بڑے بڑے پہاڑ قائم کر کے کر دیا گیا سورہ "نحل" کے اوائل میں یہ مضمون گندہ چکا ہے۔ باقی پہاڑوں کے پیدا کرنے کی حکمت کچھ اسی میں منحصر نہیں۔ دوسرے فوائد اور حکمتیں ہوگی جو اللہ کو معلوم ہیں۔

(۸) یعنی ہر قسم کے بُہرہ فقی، خوش منظر، اور نفیس و کارآمد درخت زمین سے اُگائے۔ سورہ شعراء کے شروع میں اسی مضمون کی آیت گندہ چکی ہے۔

(۹) شرکاء نے کیا پیدا کیا ہے دکھاؤ؟ | جب نہیں دکھلا سکتے تو کس مُنہ سے اُن کو خدائی کا شریک اور معبودیت کا مستحق ٹھہراتے ہو۔ معبود تو وہ ہی ہو سکتا ہے جس کے ہاتھ میں پیدا کرنا اور رزق پہنچانا سب کچھ ہو۔ یہاں ایک درجہ کے پیدا کرنے کا اختیار نہیں۔

(۱۰) یعنی ان ظالموں کو سوچنے سمجھنے سے کچھ سروکار نہیں۔ اندھیرے میں بڑے جھٹکے رہے ہیں۔ اگے شرک و حصیان کی تفتیح کے لئے حضرت لقمان کی نصیحتیں نقل فرماتے ہیں جو انہوں نے اللہ کی طرف سے دانائی پاکر اپنے بیٹے کو کی تھیں۔

(۱۱) حضرت لقمان کی حکمت | اگر علماء کی رائے یہ ہے کہ حضرت لقمان پیغمبر نہیں تھے۔ ہاں ایک پاکباز متقی انسان تھے جن کو حق تعالیٰ نے اعلیٰ درجہ کی عقل و فہم اور ثنات و دانائی عطا فرمائی تھی۔ انہوں نے عقل کی داد سے وہ باتیں کھولیں جو پیغمبروں کے احکام و ہدایات کے موافق تھیں۔ اُن کی عاقلانہ نصیحتیں اور حکمت کی باتیں لوگوں میں مشہور پھیلی آتی ہیں رب العزت نے ایک حصہ قرآن میں نقل فرما کر ان کا مرتبہ اور زیادہ بڑھا دیا، شاید مقصود یہ بتلانا ہو کہ شرک وغیرہ کا قبیح ہونا جس طرح فطرت انسانی کی شہادت اور انبیاء کی وحی سے ثابت ہے، دنیا کے ممتدب عقل بھی اپنی عقل سے اس کی تائید و تصدیق کرتے رہے ہیں۔ پس توحید کو چھوڑ کر شرک اختیار کرنا ضلالِ مبین نہیں تو اور کیا ہے۔ (تنبیہ)

حضرت لقمان کون تھے | حضرت لقمان کہاں کے رہنے والے تھے؟ اور کس زمانہ میں ہوئے؟ اس کی پوری تحقیق نہیں ہو سکی، اگر کا قول ہے کہ حبشی تھے اور حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد میں ہوئے۔ ان کے بہت قصے اور اقوال تفاسیر میں نقل کئے ہیں۔ غالباً علمِ بصیرت۔

(۱۲) شکر کی نصیحت | یعنی اس احسانِ عظیم اور دوسرے احسانات پر نعم حقیقی کا شکر ادا کرنا اور حق ماننا ضروری ہے لیکن واضح رہے کہ اس حق شناسی اور شکر گزاری سے خدا کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا جو کچھ فائدہ ہے خود شاکر کا ہے کہ دنیا میں مزید انعام اور آخرت میں اجر و ثواب کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ اگر ناشکری کی تو اپنا نقصان کر دیا اللہ تعالیٰ کو اس کے شکر یہی کیا پروا ہو سکتی ہے۔ اس کی حمد و ثناء تو ساری مخلوق زبانِ حال سے کر رہی ہے اور بغرض محال کوئی تعریف کرنے والا نہ ہو تب بھی جامع الصفات اور ضیع الکلمات ہونے کی بناء پر وہ بذاتِ خود محمود ہے کسی کے حمد و شکر کرنے یا نہ کرنے سے اُس کے کمالات میں فرقہ بھر کی بیشی نہیں ہوتی۔

(۱۳) بیٹے کو شرک نہ کرنے کی نصیحت | معلوم نہیں بیٹا مشرک تھا؟ سمجھا کر راہِ راست پر لانا چاہتے تھے یا سوچہ تھا؟ اُس توحید پر شوبہ مضبوط کرنے اور جھائے رکھنے کی غرض سے یہ وصیت فرمائی؟

(۱۴) شرکِ ظلمِ عظیم ہے | اس سے بڑھ کر بے انصافی کیا ہوگی کہ عاجز مخلوق کو خالقِ مختار کا درجہ دیدیا جائے اور اس سے زیادہ طاقت اور ظلم اپنی جان پر کیا ہوگا کہ اشرف المخلوقات ہو کر خسیس ترین اشیاء کے آگے سرِ جودیت خم کر دے۔ لاجل وقوة الا باللہ۔

وَوَضَّيْنَا لِلْإِنْسَانِ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتُهُ أُمًّا وَهَنًا عَلٰی وَهْنٍ وَفِصْلُهُ فِي عَامَيْنِ اِنْ اَشْكُرْ لِي

اور ہم نے تیرے والدین کو انسان کو ان کی والدین کی طرح رکھ دیا کہ وہ دودھ پھرتا ہو اور اس کی والدین میں کہ حق مانے۔ میرا

وَالْوَالِدَيْنِ إِلَيَّ الْمَصِيرُ ۖ وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَىٰ أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا

اور اپنے ماں باپ کی ہر گھم تک آنے سے ۱۵ اور اگر وہ دونوں تجھ کو اڑیں، اس بات پر کہ شریک من میرا اُس چیز کو جو میرے علوم نہیں تو انکا کہنا

تُطْعِمَاهُمَا وَمَا جِئَهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا ۚ وَلِئِنْ سَأَلْتَهُمَا مَنْ أَنَا ابْنُ اللَّهِ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ ۖ فَاذْكُرْهُمْ يَوْمَ الْمَوْتِ

مت مان ۱۶ اور ساتھ دے ان کا دنیا میں دستور کے موافق ۱۷ اور وہ چل اُس کی جو جوع ہوا میری طرف ۱۸ پھر میری طرف ہر تم کو پھر آنا پھر

فَأَنْتُمْ لَكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۖ يَبْنِيٰ إِلَهُهَا إِنَّ تِلْكَ رِجَالٌ مِّثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ

میں خود دونوں کا تم کو جو کچھ تم کرتے تھے ۱۹ اے چھ اگر کوئی چیز جو ۲۰ ہر ماں کے ۲۱ کی ۲۲ ہر وہ ہو کسی پتھر ۲۳

أَوْ فِي السَّمَوَاتِ أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِيهَا اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۖ يَبْنِيٰ أَعْمَالُ الصَّلَاةِ

یا آسمانوں میں ۲۴ یا فضا میں ۲۵ ہر گھم اُس کو شریک اللہ جانتا ہر گھم ۲۶ ہر چیزوں کو خبر دے ۲۷ اے پھر تمام دیکھ ۲۸

وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَأَصْدِقْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزَمِ الْأُمُورِ ۖ

اور کھلا بے لیاقت اور منع کر کبرائی سے ۲۹ اور حق کر جو تجھ پر پڑے بیشک یہ ۳۰ میں ہمت کے ۳۱ ہم ۳۲

وَلَا تَصْغُرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ ۚ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۖ

اور اپنے کمال مت بھلا لوگوں کی طرف ۳۳ اور مت چل زمین پر ۳۴ بیشک شریک نہیں جتنا کوئی ۳۵ اڑتا بڑا یاں کرنے والا ۳۶

وَأَقْصِدْ فِي مَشْيِكَ ۚ وَاعْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ۖ

اور چل بچ کی چال ۳۷ اللہ بچھی کر ۳۸ آواز اپنی ۳۹ بیشک بُری سر بُری آواز گدھے کی ۴۰ آواز ہے ۴۱

(۱۵) ماں کا حق باپ سے زیادہ یعنی ماں کا حق باپ سے بھی زیادہ ہے۔ وہ مہینوں تک اس کا بوجھ پیٹ میں اٹھائے پھری، پھر وضع

عمل کے بعد دو برس تک دودھ پلایا۔ اس دوران میں نہ معلوم کیسی کیسی تکلیفیں اور سختیاں جھیل کر بچہ کی تربیت کی۔ اپنے آرام کو اس کے

آرام پر قربان کیا۔ لہذا ضروری ہے کہ آدمی اولاً خدا تعالیٰ کا اور ثانیاً اپنے ماں باپ کا خصوصاً ماں کا حق پہنچائے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت

کرے اور ماں باپ کی خدمت و اطاعت میں بقدر استطاعت مشغول رہے جہاں تک اللہ کی نافرمانی نہ ہو کیونکہ اُس کا حق سب سے مقدم

ہے اور اُسی کے سامنے سب کو حاضر ہونا ہے۔ انسان دل میں سوچ لے کہ کیا منہ لے کر وہاں جا بیگا۔ (تنبیہ)

دودھ پھرانے کی مدت دودھ پھرانے کی مدت جو یہاں دو سال بیان ہوئی باعتبار غالب اور اکثری عادت کے ہے۔ امام ابو حنیفہؒ جو اکثر

مدت ڈھائی سال بتاتے ہیں اُن کے پاس کوئی اور دلیل ہوگی۔ جمہور کے نزدیک دو ہی سال ہیں۔ واللہ اعلم۔

(۱۶) شرک میں ماں باپ کی اطاعت نہ کرو حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ ”شریک زمان جو مجھے معلوم نہیں یعنی مشبہ میں بھی دعا

اور یقین سمجھ کر تو کیوں مانے؟“

(۱۷) یعنی دین کے خلاف ماں باپ کا کہنا مان۔ ہاں دوسری معاملات میں اُن کے ساتھ نیکی اور سلوک کرتا رہ اسی مضمون کی آیت سورہ عنکبوت

میں گذر چکی، وہاں کا فائدہ دیکھ لیا جائے۔

(۱۸) یعنی پیغمبروں اور مخلص بننے والوں کی راہ پر چل دین کے خلاف ماں باپ کی تقلید یا اطاعت مت کر۔



(۱۹) یعنی خدا کے ہاں پہنچ کر اولاد اور والدین سب کو پہنچ گ جائیگا کہ کس کی زیادتی یا تقصیر تھی۔ (تنبیہ) وَرَضِیْنَا الْاَنْسَانَ سَیِّئًا  
تک حق تعالیٰ کا کلام ہے۔ پہلے لقمان کی وصیت بیٹے کو تھی۔ اور آگے بھی ”يَا بُنَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ الْاِنْسَانُ“ ۲۱ سے اسی وصیت کا سلسلہ سہویدان  
میں اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے ایک ضروری تنبیہ فرمادی۔ یعنی شرک تھی سخت قبیح چیز ہے کہ ماں باپ کے عبور کرنے پر بھی اختیار نہیں کیا  
جاسکتا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں ”لقمان نے بیٹے کو باپ کا حق نہ بتلایا تھا کہ اپنی غرض معلوم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے توحید کی نصیحت  
سے پہلے اور دوسری نصیحتوں سے پہلے ماں باپ کا حق فرمادیا کہ بعد اللہ کے حق کے ماں باپ کا حق ہے۔ باپ نے اللہ کا حق بتلایا۔ اللہ  
نے باپ کا۔ باقی پیغمبر یا مرشد و ہادی کا حق بھی حق اللہ کے ذیل میں سمجھو کہ وہ اسی کے نائب ہوتے ہیں۔“ (موضح بتغیر لیسیر)

(۲۰) حضرت لقمان کی دوسری نصیحت۔ یعنی کوئی چیز یا کوئی مصلحت اچھی یا بُری اگر رانی کے دانہ کے برابر چھوٹی ہو اور فرض کر دو پھر  
کی کسی سخت چٹان کے اندر آسمانوں کی بندی پر یا زمین کی تاریک گہرائیوں میں رکھی ہو، وہ بھی اللہ سے مخفی نہیں ہو سکتی۔ جب وقت آئے  
کا وہیں سے لا سا ضرر کریگا۔ اس لئے آدمی کو چاہیے کہ عمل کرتے وقت یہ بات پیش نظر رکھے کہ ہزار ہزاروں میں بھی جو کام کیا جائیگا، اللہ کے  
سامنے ہے۔ چنانچہ شیخی بادی کسی سی چھپ کر کہتا ہے اُس کا اثر ضرور ظاہر ہو کر رہتا ہے جسے اپنی نظر بے تکلف محسوس کر لیتے ہیں۔

(۲۱) یعنی خود اللہ کی توحید اور بندگی پر قائم ہو کر دوسروں کو بھی نصیحت کر کہ جلی ات سیسکین اور ٹھٹھی سے رکھیں۔

(۲۲) صبر کی نصیحت۔ یعنی دنیا میں جو سختیاں پیش آئیں جن کا پیش آنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے سلسلہ میں اغلب ہے ان کو  
تحمل اور اولوالعزمی سے برداشت کر۔ شدائد سے گھبرا کر صمت ہار دینا حوصلہ مند بہادروں کا کام نہیں۔

(۲۳) غرور نہ کرو۔ یعنی غرور سے مت دیکھو اور لوگوں کو حقیر سمجھ کر متکبروں کی طرح بات نہ کرو۔ بلکہ غنہ پیشانی سے مل۔

(۲۴) اکڑ کر چلنے کی ممانعت۔ یعنی اتر لے اور شینیاں مارنے سے آدمی کی کمر عزت نہیں بڑھتی، بلکہ ذلیل و حقیر ہوتا ہے۔ سامنے نہیں  
تو نیچے لوگ بڑھکتے ہیں۔

(۲۵) بول چال میں اعتدال۔ یعنی تواضع، متانت اور مبارز روی کی چال اختیار کر، بے ضرورت مت بول، کلام کرتے وقت حد سے  
زیادہ نہ چلا۔ اگر اچھی آواز سے بولنا ہی کوئی کمال ہوتا تو گندے کی آواز پر غیال کرو، وہ بہت نچرے سے آواز نکالتا ہے، مگر کس قدر کمزور و حقیر  
ہوتی ہے۔ بہت زور سے بولنے میں بسا اوقات آدمی کی آواز بھی ایسی ہی ہے ڈھنگی اور بے سہری ہو جاتی ہے۔ (ربط) لقمان کا کلام یہاں  
تک تمام ہوا۔ آگے پھر اصل مضمون کی طرف عود کیا گیا ہے۔ یعنی حق تعالیٰ کی عظمت و جلال اور احسان و انعام یا دوا کر توحید و شہادہ کی طرف  
متوجہ کرتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَخْتَارُ لَكُمْ فَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَ

بَاطِنَةً وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتٰبٍ مُّنِيرٍ ۝۲۶

اَللّٰهُ يَخْتَارُ لَكُمْ فَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَ

بَاطِنَةً وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتٰبٍ مُّنِيرٍ ۝۲۶

اَللّٰهُ يَخْتَارُ لَكُمْ فَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَ

بَاطِنَةً وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتٰبٍ مُّنِيرٍ ۝۲۶

اَللّٰهُ يَخْتَارُ لَكُمْ فَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَ

عَذَابِ السَّعِيرِ ۱۶ وَمَنْ يُسَلِّمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدْ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ

سب کی طرف تو کسی ۱۶ اور جو کوئی ایمان کرے اپنا گھر اللہ کی طرف اللہ وہ جو نیکی پر سوا کسی سے پکڑ لیا

وَالِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ۱۷ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزَنُكَ كُفْرُهُ ۚ إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا

اللہ اللہ کی طرف ہر امر ہر کام ۱۷ اور جو کوئی منکر ہو تو تو غم نہ کیا کیے انکار کرے ہماری طرف پھر آئے ہر انکو پھر ہم بتلا دیں گے ان کو جو انہوں نے کیا

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۱۸ نَسِيتُمْ قَلِيلًا لَّمْ تَنْظُرُوا هُمَ إِلَىٰ عَذَابِ غَلِيظٍ ۱۹ وَلَكِنْ سَأَلْتَهُمْ

کہ ہندہ اللہ جانے بہت ہر دلوں میں ۱۸ تم نے یاد کیا کچھ نہ کیا کہ تم نے نہ دیکھا ان کو کہ تم نے عذاب میں ۱۹ اور اگر تو پہچانے کہتے

مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لِيَقُولُنَّ اللَّهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۲۰ وَلِلَّهِ مَا فِي

کوسم نے بنائے آسمان ۲۰ اور زمین تو کہیں ۲۱ اللہ نے تو کہہ سب خوب اللہ کو جس پر وہ بہت بڑا کہہ نہیں دیکھتے ۲۲ اللہ کا جو کہہ کرے

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۲۱ هُوَ الَّذِي مَّا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٍ وَالْبَحْرِ

آسمان ۲۱ اور زمین میں ہر شے اللہ ہی پر ہے سب کو ہر شے ۲۲ اللہ اگر چاہے وہ شے جس میں زمین میں تمام ہوں اللہ ۲۳ سمندر جو اس

يَكْدُهُ مِنْ بَعْدِهَا سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَّا نَفَدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۲۴ مَا خَلَقَكُمْ وَلَا

کی سبھی انکے پیچھے ہوں ۲۴ سات سمندر ۲۵ تمام ہوں ۲۶ اللہ کی ہر شے اللہ پر دست ہر حرکتوں وہ ۲۷ تم سب لا بنائے ہر شے

بِعَفْوِكُمْ إِلَّا كُنُفُسٌ وَاحِدَةٌ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۲۵

دیجئے بلانا ایسا ہی ہر جیسا ایک ۲۵ اور ہر شے اللہ سب کو سنا دیکھ کر ۲۶

(۲۴) مخلوقات پر انسان کی حکومت یعنی آسمان و زمین کی کل مخلوق تمہارے کام میں لگادی ہے۔ پھر تم اس کام میں کیوں نہیں لگتے۔

(۲۵) کئی نعمتیں وہ جو تم اس سے مذکور ہوں بلکہ تم کو کئی نعمتیں مل رہی ہیں۔ چھپی ہوئی عقلی مخلوق تمہارے دریا فت کی جائیں۔ یا ظاہری سے

مادی و معاشی اور باطنی سے روحانی و معنوی نعمتیں مراد ہوں۔ گویا پیغمبر جیسا کہ کتاب آمارتا، نیکی کی توفیق دینا، سب مادی نعمتیں ہونگی و اللہ

(۲۸) اللہ کی بات میں بے علم و ہدایت جھگڑنے والے یعنی ایسے کھلمے ہوئے انعام و احسان کے باوجود بعض لوگ انکھیں بند

کہہ کے اللہ کی وحدانیت میں یا اس کی شئون و صفات میں یا اس کے احکام و شرائع میں جھگڑتے ہیں اور محض بے سند جھگڑتے ہیں۔

کوئی علمی اور عقلی اصول ان کے پاس ہے کسی مادی حقیق کی ہدایت، نہ کسی مستند اور مدون کتاب کا حوالہ، محض باپ و اجداد کی اندھی تقلید

ہے جس کا ذکر اگلی آیت میں آتا ہے۔ (تنبیہ) ترجمہ سے یوں مترشح ہوتا ہے کہ غالباً متون محقق قدس اللہ مدہ نے ”علم“ سے عقلی طور پر سمجھنا

مراد لیا ہے اور یہی ۲۸ سے ایک طرح کی بصیرت مراد لی ہے جو سلامتی ذوقی و وجدانی اور عمارت عقل و فکر سے ناشی ہوتی ہے۔ مطلب یہ

ہو کہ ان لوگوں کو نہ معمولی سمجھ چھ نہ وہ اپنی بصیرت حاصل ہے نہ مدون کتاب یعنی عقلی دلیل رکھتے ہیں۔ یہ معنی بہت لطیف ہیں۔ ہم نے

آیت کی جو تقریر اعتدال کی محض تسبیح کی غرض سے کی ہے۔

(۲۹) آبا و اجداد کی اندھی تقلید یعنی اگر شیطان تمہارے باپ و اجداد کو ہدایت کی طرف لئے جا رہا ہو، تب بھی تم ان کے پیچھے نہ جاؤ؟

اور جہاں وہ گرے وہیں گرو گے؟

لے بھاری۔ لے غم۔



(۳۰) یعنی جس نے اخلاص کے ساتھ نیکی کا رستہ اختیار کیا اور اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر دیا، سمجھ کر اُس نے بڑا مضبوط حلقہ ہاتھ میں تھام لیا ہے۔ جب تک یہ کڑا پکڑے رہیگا، گرنے یا چوٹ کھانے کا کوئی اندیشہ نہیں۔

(۳۱) یعنی جس نے کڑا مضبوط تھامے رکھا وہ آخر اس کے سہارے سے اللہ تک پہنچ جائیگا اور خدا اُس کا انجام درست کر دیگا۔

(۳۲) ان کے انکار اور تکذیب کی پروا نہ کرو، یعنی تم اپنا علاقہ خدا تعالیٰ سے جوڑے رکھو، کسی کے انکار و تکذیب کی پروا نہ کرو، منکرین کو بھی بلا خیر ہمارے ہاں آنا ہے۔ اس وقت سب کیا دھڑسا منے آجائیگا۔ کسی جرم کو اللہ سے چھپا نہ سکیں گے وہ تو دلوں تک کے راز جانتا ہے۔ سب کھول کر رکھ دیگا۔

(۳۳) یعنی تھوڑے دن کا عیش اور بے فکری ہے۔ جہالت ختم ہونے پر سخت منزل کے نیچے کھنچے چلے آئیں گے۔ مجال ہے کہ چھوٹ کر ہماگ جائیں؟

(۳۴) اللہ کی خالقیت کا اعتراف کفار کو بھی ہے | یعنی اللہ خدا تو زبان سے اعتراف کرتے ہو کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنا، بجز اللہ کے کسی کا کام نہیں پھر بگوئی جو اس کی ذات میں نہ ہو۔ کیا ان چیزوں کا پیدا کرنا اور ایک خاص حکم نظام پر چلانا بدون اعلیٰ درجہ کے علم و حکمت اور زور و قدرت کے ممکن ہے؟ لا محالہ خالق السنن و الارض میں تمام کمالات تسلیم کرنے پڑیں گے۔ اور یہ بھی کسی کی قدرت کا ایک نمونہ ہے کہ جیسے منکرین سے اپنی عظمت و قدرت کا اقرار کرا دیتا ہے جس کے بعد تم طریم ٹھہرتے ہو کہ جب تمہارے نزدیک خالق تنہا وہ ہے تو موجود دوسرے کیوں گزریں گئے بات تو صاف ہے بہت لوگ نہیں سمجھتے اور یہاں پہنچ کر الٹ جلتے ہیں۔

(۳۵) یعنی جس طرح آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا اللہ ہے ایسے ہی آسمان و زمین میں جو چیزیں موجود ہیں سب بلا شرکت غیرہ کسی کی مخلوق و ملک اور اسی کی طرف محتاج ہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں۔ کیونکہ موجود اور توابع و محذو یعنی جملہ صفات کمالیہ کا مخزن و منبع اسی کی ذات ہے۔ اُس کا کوئی کمال دوسرے سے مستقل نہیں۔ وہ بالذات سب عزتوں اور خوبیوں کا مالک ہے۔ پھر اُسے کسی کی کیا ہوا ہوگی؟

(۳۶) اللہ کے کمالات غیر متناہی ہیں | یعنی اگر تمام دنیا کے درختوں کو تراش کر قلم بنالیں اور موجودہ سمندر کی سیاہی تیار کی جائے، پھر پیچھے سے سات سمندر اس کی ملک پر آجائیں اور فرض کرو تمام مخلوق اپنی اپنی بساط کے موافق لکھنا شروع کرے، تب بھی ان باتوں کو کچھ کر حرام نہ کر سکیں گے جو حق تعالیٰ کے کمالات اور عظمت و جلال کو ظاہر کرنے والی ہیں، لکھنے والوں کی عمریں حرام ہو جائیں گی تسلیم گھس گھس کر ٹوٹ جائیں گے، سیاہی ختم ہو جائیگی پر اللہ کی تعریفیں اور اس کی خوبیاں ختم نہ ہوں گی بسلا محدود وقتا ہی قوتوں سے محدود اور غیر متناہی کا سراغ نہام کیونکہ ہو۔ اَللّٰهُمَّ لَا تُخْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ لَمَّا اَشْنَيْتَ عَلٰی نَفْسِكَ۔

(۳۷) اللہ کا ارادہ و قدرت | یعنی سارے جہان کا پیدا کرنا اور ایک آدمی کا پیدا کرنا خدا تعالیٰ کے لئے دو ٹول برابر ہیں۔ نہ اس میں کچھ وقت نہ اس میں کچھ تعب۔ ایک گن سے جو پاپے کر ڈالے اور لفظ کن کہنے پر بھی موقوف نہیں۔ یہ ہم کو سمجھانے کا ایک عنوان ہے بس اُدھر ارادہ، ہوا و ضرورت چیز موجود۔

(۳۸) اللہ تعالیٰ کا سمع و بصر | یعنی جس طرح ایک آواز کا سننا اور ایک وقت تمام جہان کی آوازوں کو سننا، یا ایک چیز کا دیکھنا اور ایک وقت تمام جہان کی چیزوں کو دیکھنا، اس کے لئے برابر ہے، ایسے ہی آدمی کا مارنا جلانا اور سارے جہان کا مارنا جلانا اس کی قدرت کے سامنے یکساں ہے۔ پھر دوبارہ جلانے کے بعد بیک وقت تمام اولین و آخرین کے اگلے پھلے اعمال کا مرقی رقی حساب چکا دینے میں بھی اُسے کوئی وقت نہیں ہو سکتی کیونکہ ہمارے تمام افعال کو سننا اور تمام افعال کو دیکھنا ہے۔ کوئی چھپی کھلی بات وہاں پوشیدہ نہیں۔

الْمُتَرَانِ اللَّهُ يُورِجُ الْيَلَّ فِي النَّهَارِ وَيُورِجُ النَّهَارُ فِي الْيَلِّ وَمَسَخَرُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرُ كُلُّ يَجْرِي

تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ غل کرتا رات کو دن میں اور داخل کرتا روزی کو رات میں اللہ کام میں نکال دیا برسرِ وقت اور چاند کو ہر ایک چلتا ہے

إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى وَأَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ ذَٰلِكَ يَٰأَنَّهُ اللَّهُ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ

ایک مقرر وقت تک ۲۹ اور یہ کہ اللہ خبر رکھتا ہو کسی جو تم کرتے ہو ۳۰ کہ یہ اس لیے کہا کہ اللہ وہی بر شکیک اور جس کسی کو پکارتے ہیں اس کے

دُونِهِ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ۝ الْمُتَرَانِ الْفُلُكُ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللَّهِ لِيُرِيَكُمْ

سوئے سو وہی جھوٹ کواں اور اللہ وہی بر سب کر اور بڑا ۳۱ تو نے نہ دیکھا کہ جہاز چلتے ہیں نعمت میں اللہ کی نعمت پکارتا کہ کھلائی انکو پھر اپنی

مِّنْ آيَاتِهِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝ وَإِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلُمِ دَعَا اللَّهَ

قد تم میں ۳۲ ایسا میں نشانیاں ہیں ہر ایک قل کو جو احسان مانو ایک واسطہ ۳۳ اور جب سرور لے آئے انکو موج جیسے بادل پکارتے ہیں اللہ کو

مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُورٍ ۝

ناقص کر کسی کے لیے بندگی ۳۴ پھر جب بچا دیا انکو جنگل کی طرف تو کوئی بتا برن میں پہنچ گیا پھر ۳۵ اللہ نے وہی جو میں ہا کہ انہوں کو توفیق کعبہ نے میں حق دے مانور ۳۶

(۳۹) ”مقرر وقت“ سے قیامت مراد ہے یا چاند سورج میں سے ہر ایک کا دورہ۔ کیونکہ ایک دورہ پورا ہونے کے بعد گویا از سر نو چلنا شروع کرتے ہیں

(۴۰) یعنی جو قوت رات کو دن اور دن کو رات کرتی اور چاند سورج جیسے کرات عظیمہ کو ادنیٰ مزدور کی طرح کام میں لگائے رکھتی ہے اُسے

تمہارا مرے پیچھے زندہ کر دینا کیا مشکل ہوگا۔ اور جب ہر ایک چھوٹے بڑے عمل سے پوری طرح باخبر ہے تو حساب کتاب میں کیا دشواری ہوگی۔

(۴۱) معبود ہونے کا اہل صرف اللہ ہے یعنی حق تعالیٰ کی یہ شئون عظیمہ وہ صفات ظاہر اس لیے ذکر کی گئیں کہ سننے والے سمجھ لیں کہ

ایک خدا کو ماننا اور صرف اس کی عبادت کرنا ہی ٹھیک راستہ ہے۔ اس کے خلاف جو کچھ کہا جائے یا کیا جائے باطل اور جھوٹ ہے۔ یا یہ

مطلب ہو کہ اللہ تعالیٰ کا موجود بالذات اور واجب الوجود ہونا جو ”أَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ“ سے سمجھ میں آتا ہے اور دوسروں کا باطل و بالک

الذات ہونا اس کو مستلزم ہے کہ اکیلے اسی خدا کے واسطے یہ شئون و صفات ثابت ہوں، پھر جس کے لئے یہ شئون و صفات ثابت

ہونگی وہی معبود بننے کا مستحق ہوگا۔

(۴۲) لہذا بندہ کی انتہائی پستی اور تذلل (جس کا نام عبادت ہے) اُسی کے لئے ہونا چاہیئے۔

(۴۳) یعنی جہاز بھاری بھاری سامان اٹھا کر خدائی قدرت اور فضل و رحمت سے کس طرح سمندر کی موجوں کو چیرتا بھاڑتا ہوا چلا جاتا ہے

(۴۴) بھری سفر میں اللہ کی نشانیاں یعنی اس بحری سفر کے احوال و حوادث میں غور کرنا انسان کے لئے صبر و شکر کے مواقع بہم پہنچاتا

ہے۔ جب طوفان اٹھ رہے ہوں اور جہاز پانی کے تھپیڑوں میں گھرا ہو اُس وقت بڑے صبر و تحمل کا کام ہے اور جب اللہ نے اس کو شمش

موت و حیات سے صحیح و سالم نکال دیا تو ضروری ہے کہ اُس کا احسان مانے۔

(۴۵) اللہ کو پکارنا انسانی ضمیر کی آواز ہے اور دلائل و شواہد سے سمجھایا تھا کہ ایک اللہ ہی کا ماننا ٹھیک ہے اس کے خلاف سب

بائیں جھوٹی ہیں۔ یہاں بتلایا کہ طوفانی موجوں میں گھر کر کتر سے کتر مشرک بھی بڑی عقیدتمندی اور اخلاص کے ساتھ اللہ کو پکارنے لگتا ہے۔

معلوم ہوا کہ انسانی ضمیر اور فطرت کی اصلی آواز یہی ہے۔ باقی سب بناوٹ اور جھوٹے ڈھکوسلے ہیں۔

(۴۶) یعنی جب خدا تعالیٰ طوفان سے نکال کر خشکی پر لے آیا۔ تو تھوڑے نفوس ہیں جو اعتدال و توسل کی راہ پر قائم رہیں ورنہ اکثر تو دریا سے



نکلتے ہی شرارتیں شروع کر دیتے ہیں۔ مترجم رحمہ اللہ نے ”فَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ“ کا ترجمہ کیا ”تو کوئی ہوتا ہے اُن میں بچہ کی حال پر حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یعنی جو حال خوف کے وقت تھا وہ تو کسی کا نہیں، مگر بالکل بھول بھی نہ چلائے۔ ایسے بھی کم ہیں تو اکثر قدرت سے منکر ہوتے ہیں۔ اپنے بچ نکلتے کو تدبیر پر رکھتے ہیں یا کسی ارواح وغیرہ کی مدد پر۔

(۳۷) قدرت الہیہ کا انکار یعنی ابھی تصویری دیر پہلے طوفان میں گھر کو جو قول و قرار اللہ سے کر رہے تھے سب جھوٹے نکلے۔ چند روز بھی اُس کے انعام و احسان کا حق نہ مانا۔ اس قدر جلد قدرت کی نشانیوں سے منکر ہو گئے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ وَأَخْشَوْا يَوْمًا لَا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَنْ

اے لوگو! بچے رہو اپنے رب کو اور ڈرو اس دن کہ کلام نہ آئے کوئی باپ اپنے بیٹے کے بدلے اور نہ کوئی بیٹا ہو جو کلام آئے اپنے

وَالِدِهِ شَيْئًا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرُّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرُّكُم بِاللَّهِ الْغُرُورُ ۚ إِنَّ اللَّهَ

باپ کی جگہ پر بھی شے شے اللہ کا وعدہ ٹھیک ہر سو تم کو نہ بہکاؤ دنیا کی زندگی اور نہ دھوکا دے تم کو اللہ کے نام کروہ دغا باز و غرور ۛ۔ جیک اللہ

عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنْزِلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ

کے پاس ہے قیامت کی خبر اور آتا ہے غیب اور جانتا ہے جو کچھ ہے ماں کے پیٹ میں اور کسی جی کو سلام نہیں کر لے کو کیا کرے

عَدَا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝

گدا اور کسی جی کو خبر نہیں کہ کس زمین میں مرے گا تحقیق اللہ سب کچھ جانتا والا خبر دار ہے ۝

(۳۸) قیامت میں نفسی نفسی طوفان کے وقت جہاز کے مسافروں میں سخت اضطراب ہوتی ہے۔ ہر ایک اپنی جان بچانے کی فکر میں رہتا ہے۔ تاہم ماں باپ اولاد سے اور اولاد ماں باپ سے بالکل غافل نہیں ہو جاتی۔ ایک دوسرے کے بچانے کی تدبیر کرتا ہے مگر

بسا اوقات والدین کی شفقت چاہتی ہے کہ ہو سکے تو بچہ کی مصیبت اپنے سر لیکر اُس کو بچالیں۔ لیکن ایک ہولناک اللہ ہو تو بچہ باون آئے والا ہے جب ہر طرف نفسی نفسی ہوگی۔ اولاد اور والدین میں سے کوئی ایثار کر کے دوسرے کی مصیبت اپنے سر لینے کو تیار نہ ہوگا اور

تیار بھی ہو تو یہ تجویز چل نہ سکے گی۔ چاہئے کہ آدمی اُس دن سے ڈر کر غضب الہی سے بچنے کا سامان کرے۔ آج اگر سمندر کے طوفان سے بچ گئے تو کل اُس سے کیونکر بچے گئے۔

(۳۹) قیامت کا وعدہ ضرور پورا ہوگا یعنی وہ دن یقیناً آکر رہیگا یہ اللہ کا وعدہ ہے جو ٹل نہیں سکتا۔ لہذا دنیا کی چند روزہ بہار اور پہل پہل سے دھوکا نہ کھاؤ کہ ہمیشہ اسی طرح رہے گی۔ اور یہاں آرام سے ہو تو وہاں بھی آرام کرو گے؟ نیز اُس دغا باز شیطان کے

اغواء سے ہشیار ہو جو اللہ کا نام لے کر دھوکا دیتا ہے۔ کہنا ہے میاں اللہ غفور رحیم ہے خوب گناہ سمیٹو، مزے اڑاؤ، بوڑھے ہو کر کھٹی توہر کر لینا۔ اللہ سب بخشدیگا۔ تقدیر میں اگر اُس نے جنت لکھ دی ہے تو گناہ کتنے ہی ہوں مگر نہ بچ کر رہو گے اور دوزخ لکھی ہے تو کسی طرح بچ نہیں سکتے پھر اسے کہ لئے دنیا کا مزہ چھوڑا۔

(۴۰) تقدیر الہی اور تدبیر کا تعلق یعنی قیامت اگر رہیگی۔ کب آئے گی؟ اس کا علم خدا کے پاس ہے۔ نہ معلوم کب یہ کد خانہ توڑ پھوٹ کر ہلا کر دیا جائے۔ آدمی دنیا کے باغ و بہار اور وقتی تروتازگی پر یہ سمجھتا ہے، کیا نہیں جانتا کہ علاوہ قانی ہونے کے فی الحال بھی یہ چیز اور

اس کے اسباب سب خدا کے قبضہ میں ہیں۔ زمین کی ساری رونق اور ادا کی برکت جس پر تمہاری خوشحالی کا مدار ہے، آسمانی بارش پر



موقوف ہے۔ سال دو سال میں نہ ہر سے تو ہر طرف خاک اُڑنے لگے۔ نہ سالان معیشت رہیں نہ اسباب راحت، پھر تعجب ہے کہ انسان دنیا کی زمینت اور تروتازگی پر فریفتہ ہو کر اس ہستی کو بھول جائے جس نے اپنی ہمارا رحمت سے اس کو تروتازہ اور پُر رونق بنا رکھا ہے۔ علاوہ بریں کسی شخص کو کیا معلوم ہے کہ دنیا کے عیش و آرام میں اس کا کتنا جھٹہ ہے۔ بہت سے لوگ کوشش کر کے اور ایڑیاں رگڑ کر مرجاتے ہیں لیکن زندگی بھر چین نصیب نہیں ہوتا۔ بہت ہیں جنہیں بے محنت دولت مل جاتی ہے۔ یہ دیکھ کر بھی کوئی آدمی جو دین کے معاملہ میں تقدیر الہی پر بھروسہ کئے بیٹھا ہو، دنیوی جدوجہد میں تقدیر پر قانع ہو کر فدا ہر لہر کی نہیں کرتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ تدبیر کرنی چاہئے۔ کیونکہ اچھی تقدیر عموماً کامیاب تدبیر ہی کے ضمن میں ظاہر ہوتی ہے۔ یہ علم خدا کو ہے کہ فی الواقع ہماری تقدیر کیسی ہوگی اور صحیح تدبیر بن پڑے گی یا نہیں۔ یہی بات اگر ہم دین کے معاملہ میں سمجھ لیں تو شیطان کے دھوکہ میں ہرگز نہ آئیں بیشک جنت دوزخ جو کچھ ملے گی تقدیر سے ملے گی جس کا علم خدا کو ہے مگر عموماً اچھی یا بری تقدیر کا چہرہ، اچھی یا بُری تدبیر کے آئینہ میں نظر آتا ہے۔ اس لئے تقدیر کا حوالہ دے کر ہم تدبیر کو نہیں چھوڑ سکتے۔ کیونکہ یہ پتہ کسی کو نہیں کہ اللہ کے علم میں وہ سعید ہے یا شقی۔ جنتی ہے یا دوزخی، مطلق ہے یا غنی لہذا ظاہری عمل اور تدبیر ہی وہ چیز ہوتی جس سے عادتاً ہم کو نوعیت تقدیر کا قدرے پتہ چل جاتا ہے۔ ورنہ یہ ظالم تو حق تعالیٰ ہی کو ہے کہ عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی اور پیدا ہونے کے بعد اُس کی عمر کیا ہو۔ روزی کتنی ملے، سمید ہو یا شقی، اسی کی طرف ”وَيَعْلَمُ مَا فِي الْكَاسِ حَاجِدًا“ میں اشارہ کیا ہے۔ رہا شیطان کا یہ دھوکہ کہ فی الحال تو دنیا کے مزے اُڑاؤ، پھر توبہ کر کے نیک بن جانا، اس کا جواب ”وَمَا تَذَكَّرُ“ ہے۔ ”مَا تَذَكَّرُ“ تکسب خدا“ الخ میں دیا ہے۔ یعنی کسی کو خبر نہیں کہ کل وہ کیا کرے گا؟ اور کچھ کرنے کے لئے زندہ بھی رہیگا؟ کب موت آجائیگی اور کہاں آئیگی؟ پھر یہ وثوق کیسے ہو کہ آج کی ہدی کا تدارک کل شکی سے ضرور کرنے گا اور توہر کی توفیق ضرور پائیگا؟ ان چیزوں کی خبر تو کسی عظیم و غیر کو ہے۔ (تنبیہ)۔

اللہ کا علم غیب اور رسول اللہ کا علم غیب یاد رکھنا چاہئے کہ مغیبات جنس احکام سے ہوں گی یا جنس اکوائس سے، پھر اکوائس غیبیہ زمانی ہیں یا مکانی، اور زمانی کی باعتبار ماضی، مستقبل، حال کے تین قسمیں کی گئی ہیں۔ ان میں سے احکام غیبیہ کا کلی علم پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمایا گیا۔

فَلَا يُظْهِرُ غُفْلًا غَيْبًا أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ إِلَىٰ آخِرَ الْأَيَّامِ (جن۔ رکوع ۲) جس کی جزئیات کی تفصیل و تبویب اذکیائے اُمت نے کی، اور اکوائس غیبیہ کی کلیات و اصول کا علم حق تعالیٰ نے اپنے ساتھ مختص رکھا ہاں جزئیات منشرہ پر بہت سے لوگوں کو حسب استعداد اطلاع دی۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے بھی اتنا وافر اور عظیم الشان حصہ ملا جس کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا۔ تاہم اکوائس غیبیہ کا علم کلی رب العزت ہی کے ساتھ مختص رہا۔

مفاتیح الغیب کا کلی علم صرف اللہ کو ہے | آیت ہذا میں جو پانچ چیزیں مذکور ہیں احادیث میں اُن کو مفاتیح الغیب فرمایا ہے جن کا علم (یعنی علم کلی) بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں۔

فی الحقیقت ان پانچ چیزوں میں کل اکوائس غیبیہ کی انواع کی طرف اشارہ ہو گیا۔ ”یَأْتِيكَ السَّمُوتُ“ میں غیوب مکانیہ ”مَا ذَا تَكْتَسِبُ خَدًّا“ میں زمانہ مستقبلہ۔ ”مَنَافِي الْأَكْثَرِ حَامًا“ میں زمانہ حال اور ”يُنَزِّلُ الْغَيْثَ“ میں غالباً زمانہ ماضیہ پر تنبیہ ہے۔ یعنی بارش آتی ہوئی معلوم ہوتی ہے لیکن یہ کسی کو معلوم نہیں کہ پہلے سے کیا اسباب فراہم ہو رہے تھے کہ ٹھیک اسی وقت اسی جگہ اسی مقدار میں بارش ہوئی، ماں بچہ کو پیٹ میں لئے پھرتی ہے پر اُسے پتہ نہیں کہ پیٹ میں کیا



چیز ہے لڑکا یا لڑکی؟ انسان واقعات اُتھرے پر حاوی ہونا چاہتا ہے۔ مگر یہ نہیں جانتا کہ کلی میں خود کیا کام کرونگا؟ میری توجہ کہاں واقع ہوگی؟ اس جہل و بھاریگی کے باوجود تعجب ہے کہ دنیوی زندگی پر مفتون ہو کر خالق حقیقی کو اور اُس دن کو بھول جاتے۔ جب پروردگار کی عدالت میں کشاں کشاں حاضر ہونا پڑے گا۔ بہر حال ان پانچ چیزوں کے ذکر سے تمام اکوانِ غیبیہ کے علم کلی کی طرف اشارہ کرتا ہے، جس مقصود نہیں اور غالباً ذکر میں ان پانچ کی تخصیص اس لئے ہوئی کہ ایک سائل نے سوال انہی پانچ باتوں کی نسبت کیا تھا جس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ کما فی الحدیث۔

پہلے سورۃ انعام اور سورۃ نمل میں بھی ہم علم غیب کے متعلق کچھ لکھ چکے ہیں۔ ایک نظر ڈال لیجائے۔

تم سورۃ لقمان بہتہ و کریم

